السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مساجد میں چھوٹے چھوٹے لڑکوں کا قرآن کی تعلیم پانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیا متولی کو اس تعلیم کے بند کرنے کا شرعاًاختیار حاصل ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مساجد میں چھوٹے لڑکوں کا آنا اور قرآن کی تعلیم پانا جائز ہے۔ صحیح بخاری میں مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامہ بنت زینب کو گود میں لے کر نماز پڑھا کرتے تھے، اس حدیث کے تحت میں نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ، میں مذکور ہے۔ ومن فوائد الحدیث جواز ادخال الصبیان المساجد اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کا مسجدوں میں داخل کرنا جائز ہے، ایسے ہی امام حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کا بچپن کی حالت میں مسجد میں آنا، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں مذکور ہے۔ اور ایک صحیح... حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بچے کا رونا سن کر نماز کو ہلکا کر دیتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ اُس کی ماں پراگندہ وپریشان ہو جاوے۔ اس سے بھی بچوں کا مسجد میں آنا ثابت ہوا، اور جو کام جائز ہے اُس کے روکنے کا متولی کو کوئی مجاز نہیں، ہاں اس امر کی ضرور نگرانی واحتیاط چاہیے، کہ لڑکوں کی وجہ سے مسجد کی پاکی وصفائی میں کچھ فرق نہ آوے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ھذا ما عندی

(خلیل الرحمن مدرس مدرسہ الحدیث والفرقان)

(جواب ہذا صحیح ابو محمد عبدالوہاب الملتانی نزیل الدہلی، الجواب صحیح کتبہ محمد عبداللہ ۱۹ شعبان ۱۳۲۸ھ)

(الجواب صحیح ابوالحسن سید محمد، الجواب صحیح عبدالستار حسن عمرپوری، الجواب صحیح عبدالجبار عمرپوری)

(سارے جوابات صحیح ہیں واللہ اعلم بالصواب، حررہ العبد الفقیر ابوالطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی عفا اللہ عنہ)

(ہذا الجواب صحیح محمد عین الدین عفی عنہ مٹیابرجی، لقد اصاب من اجاب العائذ بالرحمن عبدالمنان عفی عنہ وزیرآبادی)

(ہذا الجواب حق عبدالرحمن ولایتی مدرس مدرسہ میاں صاحب مرحوم دہلی)

(الجواب حق الحق احق ان یتبع فماذا بعد الحق الا الضلال، مولانا حکم ابوتراب عبدالوہاب صاحب بقلم ابوالخیر غفرہ اللہ)

(الجواب صحیح سید محمد عبدالسلام غفرلہ، الجواب حق صحیح واللہ اعلم، کتبہ عبدالسلام المبارکفوری عفی عنہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ)

(جواب المجیب حق، عند عبدالحکیم الصادقفوری العظیم آبادی عفی عنہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ، الجواب صحیح محمد مجیب اللہ عفی عنہ)

مسئلہ تعلیم صبیان کا مسجد میں اس کے لیے دو بات سمجھ لینے کی ہے۔ اول یہ کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بچوں کا مسجد میں آنا جانا ثابت ہے یا نہیں، دوسرے یہ کہ تعلیم امر دینی ہے یا نہیں۔ پہلے امر کی نسبت فتویٰ مصحّحہ میں پورا ثبوت ہے۔ کہ سعیدین شہیدین امام حسن وحسین بحالت طفولیت برابر مسجد میں آتے جاتے تھے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی کو مسجد میں لاتے تھے، بلکہ اُس کو گود میں لے کر نماز فرض ادا کرتے جس سے دن کی طرح روشن ہے۔ کہ عہد نبوی میں بچے مسجد میں آتے جاتے تھے، دوسرے امر کی نسبت بخاری شریف میں ہے۔

«خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ»

''یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے، جو قرآن مجید کو سیکھے اور سکھاوے۔''

جس سے تعلیم کا امر دینی ہونا بخوبی ثابت ہو گیا اور ماسوا اس کے اور بہت سی حدیثیں ہیں، جن سے تعلیم کے فضائل معلوم ہوتے ہیں۔ جس کے امر دین ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں، اور ہر امر دین کا جو اس قسم سے ہوں مسجد میں ہونا جائز ومشروع ہے اور مسجد مسئول عنہ میں تعلیم صبیان سے یہی تعلیم قرآن مراد ہے پس اُس کا مسجد میں ہونا سراسر موافق شریعت ہے۔

البتہ اس صورت میں لڑکوں کا بہت خیال کرنا ہو گا کہ مسجد کی صفائی ستھرائی اور صفائی میں فرق نہ ہو کیوں کہ اسی امر عارضی کی وجہ سے بعض علماء منع کرتے ہیں، مگر جب یہ عارضی امر اٹھا دیا جائے اور مسجد کی لطافت وصفائی کا پورا انتظام کیا جائے تو نفس تعلیم اُن علماء کے نزدیک بھی جائز ہو گی۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

«انما بنیت المساجد لما بنیت لہ»

''یعنی مسجد جس کام کے لیے بنائی گئی وہی کام اُس میں ہونا چاہیے۔''

اس کے تحت امام نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

معناہ لذکر اللّٰہ والصلٰوۃ والعلم والمذاکرۃ فی الخیر ونحوھا

''یعنی اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اس میں اللہ جل شانہ کا ذکر اور نماز اور تعلیم علم اور وعظ ونصیحت ومناظرہ ومباحثہ ہو۔''

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں تعلیم صبیان جائز ہے۔ مگر معلم کو بہت احتیاط کرنی ہو گی، کہ مسجد پاک وصاف رہے، اور بچے لہو ولعب وشور وغل نہ کریں، کیوں کہ اسی لہو ولعب کے خیال سے حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے:

«جنبوا مساجدکم صبیانکم»

''یعنی مسجدوں کو بچوں سے بچاؤ۔''

اس کے تحت حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جلد نمبر ۷ کے صفحہ ۹۸ میں فرماتے ہیں

لأنهم يلعبون فيه ولاينا سبهم

''یعنی کیوں کہ وہ بچے کھیل کود مچاتے ہیں۔''

اوریہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بچوں کے کھیل کود پر درہ سے مارتے تھے، اُسی ابن کثیر کے صفحہ مذکورہ میں ہے،

وقد كان عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ إذا رای صبيانا يلعبون فی المسجد يضر بهم با المخفقة

لہٰذا بچوں کے اس کھیل کود پر معلم کو بھی چاہیے کہ چھڑی سے خبر لے اور کھیل کود سے رکوے۔ الغرض امور عارضیہ سے نفس تعلیم کو کوئی ضرر نہیں، وھذا ھوالحق والحق أحق أن يتبع والسلام علی من اتبع الھدیٰ

(حررہ الراجی رحمۃ ربہ القوی ابوالنعمان الاعظمی المومی صانہا اللہ عن کل غبی وغوی)

(الجواب صحیح العبد محمد سلیمان عفی عنہ)

واضح ہوکہ مسجد میں لڑکوں کا عہد نبوی میں آنا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعر پڑھنا اور کافر کا مسجد میں باندھنا اور اہل حبش کا مسجد میں ان چیزوں کا کھیلنا جو مقابلہ کفار کار آمد ہوں ثابت ہے، اور نیز خواب کی تعبیر کرنا اور اُس کا بیان کرنا مسجد میں ثابت ہے، جیسا کہ کتب احادیث اس سے مالامال ہیں، پس جب ان چیزوں کا جو بالذات ذکر اللہ میں داخل نہیں ہیں جواب ثابت ہے تو تعلیم قرآن وحدیث جو عین ذکر اللہ اور افضل عبادات سے ہے بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا، علاوہ اس کے خود درباره مسجد یہ وارد ہے، کہ مسجد ذکر اللہ کے لیے ہے۔ نابالغ کو جیسا کہ تعلیم صلوٰۃ کا حکم ہے ویسا ہی احکام شرعی تعلیم کا حکم ہے، خواہ مسجد کے اندر ہو یا باہر۔ رہا مسجد میں شور وغل سو یہ البتہ منع ہے، خواہ نابالغ کریں یا بالغ اس سے نفس تعلیم کا عدم جواز ہرگز نہیں ہوسکتا۔ باقی رہا مسلمانوں کو مشورہ سے کام لینا یہ عہد نبوی اور عہد خلفاء اربعہ میں اہل اسلام کا شعار تسلیم کیا گیا ہے۔ اور درحقیقت بغیر اس کے اسلام کا کام چلنا محال ہے۔ کما لایخفی۔ واللہ اعلم بالصواب

(کتبہ احمد عفی عنہ)

نابالغ لڑکوں کے مسجد میں داخل ہونے کے جواز میں بہت سے دلائل واضح ہیں، منجملہ ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ

«مروا أولادکم بالصلاۃ إذا بلغوا سبعاً» (الحدیث)

''یعنی آپ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز پڑھنے کی تاکید کرو۔''

نماز کی تاکید جب ہی ہوگی، جب ان کو نماز سکھائی جائے گی اور مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی امور تعلیمیہ نماز میں سے ہے۔ یعنی جب ان کو نماز کی تعلیم وتاکید کی جائے گی۔ تو لامحالہ مسجد کا لزوم اور جماعت کی پابندی کے بھی ضرور تاکید ہوگئی، ورنہ بغیر اس کے نماز کی تعلیم میں نقص ہوگا۔ پس اس صورت میں چھوٹے بچوں کا مسجد میں آنا ایک ضروری اور لابدی امر ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لڑکا صغیر سن جس کی عمر آٹھ سال کی تھی، وہ اپنی ایک قوم کی مسجد میں امامت کرتا تھا، جیسا کہ ابو داؤد جلد نمبر ۱ صفحہ ۸۶ مطبوعہ نامی کانپور میں ہے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت لڑکوں کے مسجد میں آنے اور داخل ہونے کا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب۔

(کتبہ العاجز ابوتراب محمد عبدالرحمن الہ آبادی)